عشرۂ ذوالحجۃ
کے فضائل

وعظ

حضرت اقدس مولانا مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم
شیخ الحدیث وسابق صدر مفتی جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین، ڈابھیل

www.afif.in
الفلاح انٹرنیشنل فاؤنڈیشن
Al Falah International Foundation

اقتباس

بخاری شریف میں نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نقل فرماتے ہیں کہ سال کے کسی بھی دن میں اللہ کو نیک عمل اتنا پسند نہیں، جتنا اِن دس دنوں میں پسند ہے۔ آپ کوئی بھی نیک عمل کرو، عمل کی بھی تعیین نہیں، روزہ رکھو، نماز پڑھو، صدقہ وخیرات کرو، قرآن کی تلاوت کرو، تسبیح پڑھو، حتیٰ کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا: یا رسول اللہ! اللہ کے راستے میں جہاد کرنا؟ ۔چوں کہ اللہ کے راستے میں جہاد کرنا بڑا اونچا عمل ہے۔کیا اِن دنوں میں کوئی آدمی قرآن کی تلاوت کرے گا، تو اس کی تلاوت دیگر ایام میں اللہ کے راستے میں کیے گئے جہاد سے بھی بڑھ کر ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: آپ اِن دنوں میں قرآن پڑھیں گے، تسبیح پڑھیں گے، تو اس کا ثواب، اور دنوں کے جہاد سے بھی بڑھ کر ملے گا، البتہ کوئی آدمی اپنی جان اور مال لے کر یعنی گھوڑا وغیرہ لے کر جہاد میں نکلا، اور خود بھی شہید ہوگیا، اور اپنے مال کو بھی قربان کردیا، کچھ واپس لے کر نہیں آیا، اس آدمی کا عمل اتنا اونچا ہے کہ اِن دنوں کا کوئی عمل اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ بہر حال! اس سے معلوم ہوا کہ اِن دنوں میں ہر عمل اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الحمدللّٰه نحمده ونستعينه ونستغفره ونؤمن به ونتوكل عليه ونعوذ بالله من شرور أنفسنا ومن سيئات أعمالنا، ونعوذ بالله من شرور أنفسنا ومن سيئات أعمالنا، ونعوذ بالله من شرور أنفسنا ومن سيئات أعمالنا، من يهده الله فلامضل له، ومن يضلله فلا هادي له، ونشهد أن لا إلٰه إلا الله وحده لا شريك له، ونشهد أن سيدنا ومولانا محمداً عبده ورسوله، أرسله إلىٰ كافّة الناس بشيراً ونذيراً، وداعياً إلى الله بإذنه وسراجاً منيراً، صلّى الله تعالىٰ عليه وعلىٰ آله وأصحابه وبارك وسلّم تسليماً كثيراً كثيراً. أمابعد:

فَأَعُوْذُ بِالله مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ: ﴿وَٱلْفَجْرِ ۝١ وَلَيَالٍ عَشْرٍ ۝٢﴾[الفجر]

وقال تعالىٰ: ﴿إِنَّ عِدَّةَ ٱلشُّهُورِ عِندَ ٱللَّهِ ٱثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِي كِتَٰبِ ٱللَّهِ يَوْمَ خَلَقَ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضَ مِنْهَآ أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ﴾[التوبة۝٣٦]

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: مَا مِنْ أَيَّامٍ الْعَمَلُ الصَّالِحُ فِيهَا أَحَبُّ إِلَى اللَّهِ مِنْ هَذِهِ الْأَيَّامِ يَعْنِي أَيَّامَ الْعَشْرِ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَلَا الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ؟ قَالَ: وَلَا الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، إِلَّا رَجُلٌ خَرَجَ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ، فَلَمْ يَرْجِعْ مِنْ ذَلِكَ بِشَيْءٍ ① . أو كما قال عليه الصلاة والسلام.

① سنن أبي داود، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما، كِتَاب الصَّوْمِ، بَابٌ فِي صَوْمِ الْعَشْرِ، ر:٢٤٣٨.

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ذوالحجہ کا چاند کل یا پرسوں ہونے والا ہے، اور ذوالحجہ کا پہلا عشرہ آیا ہی چاہتا ہے؛ اس لیے آج درسِ قرآن کے بہ جائے ذوالحجہ سے متعلق کچھ مفید باتیں آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں:

ولیال عشر سے کیا مراد ہے؟

سورۂ وَٱلْفَجْرِ کے شروع میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے قسم کھائی ہے، ﴿وَٱلْفَجْرِ ۝١﴾ قسم ہے صبح کی، ﴿وَلَيَالٍ عَشْرٍ ۝٢﴾: اور دس راتوں کی۔ یہاں کون سی صبح مراد ہے؟ اس سلسلے میں تین باتیں کہی گئیں ہیں:

(۱) حضرت علی، عبد اللہ بن عباس اور عبد اللہ بن زبیر رضوان اللہ علیہم اجمعین سے منقول ہے کہ اس سے روزانہ کی صبح صادق مراد ہے؛ اس لیے کہ روزانہ طلوع ہونے والی فجر ایک نیا پیغام اور نیا انقلاب لے کر آتی ہے اور اس آیت میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اسی کی قسم کھائی ہے[۱]۔

(۲) حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک قول منقول ہے، جو حضرت قتادہؒ سے بھی نقل کیا گیا ہے کہ اس سے مراد محرم کی پہلی تاریخ کی صبح صادق ہے۔ یعنی اسلامی سال کے پہلے دن کی صبح صادق مراد ہے[۲]۔

(۳) یہ بھی حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے، اور دیگر ائمہ کی تفسیر سے بھی یہ بات نقل کی گئی ہے کہ اس سے دسویں ذی الحجہ، یوم النحر کی صبح صادق مراد

[۱][۲] تفسیر القرطبی ۲۰/۳۸، تحت قولہ تعالیٰ: وَالْفَجْرِ وَلَيَالٍ عَشْرٍ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ہے ①۔

اسلامی تاریخ کا اصول

اس لیے کہ اسلامی تاریخ اور کیلنڈر میں اصول یہ ہے کہ گذشتہ رات کو آنے والے دن کے تابع قرار دیا جاتا ہے، جیسے کل ۲۹ ؍ ذوالقعدۃ ہے، تو آج کی رات ۲۹ ؍ ذوالقعدۃ کی رات کہلائے گی۔ لیکن دسویں ذی الحجہ، یوم النحر سے پہلے والی رات اُس دن کے تابع نہیں ہے؛ بلکہ اس کو گذشتہ دن (۹؍ذی الحجہ یعنی یوم عرفہ) کے تابع قرار دیا گیا ہے۔ اس لیے کہ حجاج کا ۹؍ذی الحجہ کو عرفات میں وقوف ہوتا ہے، جس کا وقت زوال سے شروع ہوتا ہے۔

اس کا مسنون طریقہ تو یہ ہے کہ زوال کے بعد ظہر اور عصر کی نماز ایک ساتھ پڑھ کر -اگر اس کے شرائط پائے جائیں- وقوف شروع کریں، غروبِ آفتاب تک۔ اور غروبِ آفتاب کے بعد عرفات سے مزدلفہ کے لیے چلیں لیکن اگر اللہ کے کسی بندے کو عرفات میں ٹھہرنے کا موقع نہ ملا، ہوائی جہاز لیٹ ہوگیا، اور وہ نویں ذی الحجہ کو مغرب کے وقت ہی جدہ اترا۔ جب کہ لوگ عرفات سے نکلتے ہیں۔ تو اس کے لیے شریعت نے رات ہو جانے کے باوجود اجازت دی ہے کہ وہ عرفات جائے، اگر اس نے صبح صادق سے پہلے پہلے عرفات میں وقوف کرلیا، تو اس کا حج درست ہو جائے گا۔

گویا ۹؍ویں ذی الحجہ کے بعد کی رات کو حاجیوں کے حج کا لحاظ کرتے ہوئے

---

① تفسير القرطبي۳۹/۲۰، تحت قوله تعالىٰ: وَالْفَجْرِ وَلَيَالٍ عَشْرٍ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

شریعتِ مطہرہ نے بہ جائے دسویں تاریخ کے تابع بنانے کے نویں کے تابع رکھا ہے۔ گویا ۹/ویں ذی الحجہ کو دو راتیں ملیں، ایک رات تو اس کی اپنی ہے ہی، اور دوسری جو دسویں ذی الحجہ کی رات ہے وہ بھی اس کو دے دی گئی۔ اور ۱۰/ویں ذی الحجہ کا دن بغیر رات کے رہ گیا اور اس کی صبح صادق ایک امتیازی صبح ہے، ایسی صبح کہ اس کو رات نہیں ملی (۱)، اسی امتیازی شان کے پیش نظر اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن کریم میں اس صبح صادق کی قسم کھائی۔

کونسی راتیں مراد ہیں؟

اور قسم ہے دس راتوں کی۔ اب یہ دس راتیں کون سی ہیں؟ اس کے متعلق تقریباً سب کا اتفاق ہے کہ اس سے ذوالحجہ کی دس راتیں مراد ہیں۔

عربی زبان میں لفظِ لیل دن پر بھی بولا جاتا ہے۔ ہم جو بولتے ہیں کہ میں فلاں جگہ چار دن رہ کر آیا، تو ہم اردو اور گجراتی میں لفظِ دن بولتے ہیں، لیکن اہل عرب جب کسی جگہ چار دن کے قیام کو بتلانا چاہتے ہیں، تو وہ چار راتیں بولتے ہیں، ان کا عرف یہی ہے۔ بہر حال! یہاں ﴿وَلَيَالٍ عَشْرٍ ۝۲﴾ سے ذوالحجہ کے پہلے دس دن، عشرۂ ذوالحجہ مراد ہے (۲)۔ اسلام میں اس کی بڑی فضیلت ہے۔

مختلف مہینوں میں مختلف عبادات

دیکھو! اسلامی کیلنڈر کے مختلف دنوں اور مختلف مہینوں میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی

---

(۱)(۲) تفسیر القرطبی۲۰/۳۹، تحت قوله تعالىٰ: وَالْفَجْرِ وَلَيَالٍ عَشْرٍ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

طرف سے مختلف عبادات مشروع کی گئیں۔

جیسے اللہ تعالیٰ نے نماز کو فرض کیا ہے، نماز کا تعلق تو اوقات سے ہے، روزے فرض کیے تو روزے کا تعلق دنوں اور مہینے سے ہے، رمضان کا مہینہ روزوں کی ادائیگی کے لیے خاص کیا گیا ہے، کوئی آدمی اگر فرض روزے کے طور پر رمضان کے مہینے کو چھوڑ کر شعبان، رجب، ذوالقعدۃ، ذوالحجہ چار۔ پانچ مہینے کے روزے رکھ لے، تب بھی فرض ادا نہیں ہوگا، فرض تو رمضان کے مہینے ہی میں ادا ہوتا ہے، فرض کی ادائیگی کے لیے اللہ تبارک وتعالیٰ نے رمضان کے مہینے کو مقرر کیا ہے۔ ہاں! اگر فوت ہو گیا ہے، تو بعد میں اس کی قضا کی جا سکتی ہے، لیکن ادائیگی کا وقت تو وہی ہے۔

اسی طرح رمضان کے مہینے میں دیگر عبادات بھی اللہ نے رکھی ہیں، جیسے رمضان کے آخری عشرہ میں نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہایت اہتمام سے اعتکاف فرماتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی پوری حیاتِ طیبہ میں بلا کسی عذر کبھی ترک نہیں فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد صحابہ رضی اللہ عنہم بھی اس کا اہتمام کرتے رہے اور فقہا نے بھی رمضان کے آخری عشرے کے اعتکاف کو سنتِ مؤکدہ علی الکفایہ قرار دیا ہے۔

اسی طرح رمضان کے آخری عشرے میں ایک رات ہے، جس کو لیلۃ القدر کہتے ہیں جس کی فضیلت میں قرآن پاک میں سورۂ قدر مکمل نازل ہوئی، جس میں بتلایا گیا کہ اس رات کی عبادت ہزار مہینوں کی عبادت سے بھی بڑھ کر ہے اور احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ رات رمضان کے اخیری عشرے میں آتی ہے تو گویا مہینے کی خصوصیت، عشرے کی خصوصیت، رات کی خصوصیت۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اسی طرح بعض دن اور بعض مہینے بھی ایسے ہیں جن میں شریعت نے بعض مخصوص احکام دئے ہیں، رمضان کے بعد تو شوال کا چاند طلوع ہوتے ہی حج کے مہینے شروع ہو جاتے ہیں، قرآن مجید میں باری تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿ٱلْحَجُّ أَشْهُرٌ مَّعْلُومَٰتٌ﴾ [البقرۃ۱۹۷] حج مقررہ مہینوں میں کیا جائے گا یعنی تین مہینے: شوال، ذوالقعدہ اور ذوالحجہ، یہ حج کے مہینے کہلاتے ہیں۔ (البتہ ذوالحجہ کے صرف ۱۳/دن، اس کے بعد حج کے ایام ختم ہوجاتے ہیں۔ ان ۱۳/دن کو ہی پورے مہینے کے حکم میں شمار کرلیا گیا ہے)۔

ازل سے ابد تک

میں نے آپ کے سامنے آیت کریمہ تلاوت کی کہ چار مہینے ایسے ہیں، جن کو اشہر حُرم قرار دیا گیا: ﴿مِنْهَآ أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ﴾، اللہ تبارک وتعالیٰ نے قمری سال کو ۱۲/مہینوں کا بنایا، قرآن میں باری تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿إِنَّ عِدَّةَ ٱلشُّهُورِ عِندَ ٱللَّهِ ٱثْنَا عَشَرَ شَهْرًا﴾: مہینوں کی تعداد اللہ کے یہاں بارہ ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر اسی کو فرمایا تھا: الزَّمَانُ قَدْ اسْتَدَارَ كَهَيْئَتِهِ يَوْمَ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ: اللہ تعالیٰ نے زمین وآسمان کو جب پیدا کیا تھا، اُس دن جو حساب مہینوں کا شروع ہوا، وہی حساب آج بیٹھا ہے اور فرمایا: السَّنَةُ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا، مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ[1]: سال بارہ مہینے کا ہے اور ان میں سے چار مہینے حرمت والے ہیں۔

ہر تین سال میں ایک مہینے کا اضافہ

باری تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا: ﴿إِنَّ عِدَّةَ ٱلشُّهُورِ عِندَ ٱللَّهِ ٱثْنَا عَشَرَ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

شَهْرًا فِي كِتَٰبِ ٱللَّهِ يَوْمَ خَلَقَ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضَ مِنْهَآ أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ﴾ [التوبۃ۳۶] یعنی ازل سے اللہ نے یہ فیصلہ کرلیا ہے، بعد میں لوگوں نے سال کے حساب میں گڑبڑ کرنا شروع کیا تھا اور سال میں بارہ مہینوں کے بہ جائے ایک مہینے کا اضافہ کردیتے تھے۔ جیسے ہمارے ہاں جو بکرمی کیلنڈر چلتا ہے، اس میں اَدھِک ماس کے نام سے ہر تین سال میں ایک مہینے کا اضافہ کردیتے ہیں، ہمارا اسلامی کیلنڈر قمری ہے، بکرمی کیلنڈر بھی قمری ہے اور عیسوی کیلنڈر شمسی ہے۔ تو یہ عرب قمری کیلنڈر کو شمسی کیلنڈر کے مطابق بنانے کے لیے اس میں بھی اسی طرح گڑبڑ کرتے تھے اور ہر تین سال میں ایک مہینے کا اضافہ کیا جاتا تھا۔ قرآن نے اس کو منع کردیا کہ نہیں!، سال تو بارہ مہینہ ہی کا رہے گا۔

عبادات کو قمری سال کے ساتھ متعلق قرار دینے کی حکمت

قرآن نے قمری سال چلایا ہی اس لیے کہ اللہ کی حکمت اور مصلحت اس بات کی متقاضی تھی کہ شریعت کے احکام کی ساری سہولتیں پورے سال میں گھومتی رہیں۔ دیکھو! انگریزی سال کا حساب تو ایسا ہے کہ گرمی کے مہینے متعین ہیں: مئی، جون اور جولائی۔ جب سے یہ کیلنڈر چل رہا ہے، یہی تین مہینے گرمی کے کہلاتے ہیں۔ سردی کے مہینے دسمبر، جنوری اور فروری، چناں چہ شمسی سال میں موسم متعین ہے۔

قمری سال میں متعین نہیں ہے، اللہ تعالیٰ نے رمضان قمری سال کے اعتبار سے رکھا، اس میں اچھا نظام ہے اس طرح کہ قمری سال گھومتا رہتا ہے، لہٰذا رمضان کبھی گرمیوں میں آئے گا، کبھی سردیوں میں آئے گا، کبھی بارش میں آئے گا۔ گویا روزوں کی

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

فضیلت مختلف موسموں کے اعتبار سے حاصل ہوگی۔

اسی طرح حج کے مہینے بھی شوال، ذوالقعدۃ اور ذوالحجہ رکھے۔ ذوالحجہ میں حج کے ایام بھی ہیں، اس کے پانچ دنوں میں حج ہوتا ہے اور ذوالحجہ قمری مہینہ ہونے کہ وجہ سے حج بھی سال بھر میں گھومتا رہتا ہے تو حج کبھی گرمیوں میں، کبھی سردیوں میں اور کبھی بارش کے زمانے میں آئے گا، گویا ہر موسم کا لطف اُس عبادت میں حاصل ہوگا۔

مان لیجیے کہ اگر ماہِ رمضان گرمیوں میں ہی آتا، تو لوگ پریشان ہوجاتے، ہر سال لمبے روزے اور گرمی برداشت کرنی پڑتی، لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ نے عبادات کا نظام قمری حساب کے ساتھ جوڑا ہے۔

اسلام میں قمری کیلنڈر کا اعتبار کرنے کی ایک اور حکمت

قمری مہینے میں دوسری حکمتیں بھی ہیں، شمسی مہینے کا حساب کوئی جاہل آدمی سمجھ نہیں سکتا ہے، کوئی اس کو کیلنڈر بتائے گا کہ یہ مہینہ شروع ہوا اور یہ ختم ہوا تو اس کو پتا چلے گا۔ قمری مہینے کا حساب سیدھا ہے، چاند نکلا، پہلی تاریخ ہوگئی، اب وہ ایک مہینہ تک چلے گا۔ مہینہ کے آخری حصے میں ایک یا دو دن چاند چھپا رہتا ہے، پھر نیا چاند شروع ہوا تو نیا مہینہ شروع ہوا۔ گویا یہ چاند کا مہینہ قدرت نے ایسا رکھا ہے کہ جاہل لوگ، جو حساب و کتاب جیسی چیزوں سے واقف نہیں ہیں، وہ بھی آسانی سے اس کو سمجھ سکتے ہیں۔

سبحان تیری قدرت!

دوسری بات کہ جن علاقوں میں ٦-٦ رمہینے کے دن اور ٦-٦ رمہینے کی راتیں

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ہیں، وہاں کیا ہوتا ہے؟ وہاں بھی چاند روزانہ دکھے گا، سورج تو ۶ رمہینے تک نظر نہیں آتا، لیکن چاند کا چکر اللہ تعالیٰ نے ایسا بنایا ہے اور اس کو اس طرح گھمایا ہے کہ وہ وہاں بھی برابر نظر آتا رہتا ہے تو ۶ رمہینے کی راتوں میں بھی لوگوں کو پتا چلے گا کہ تاریخ کون سی چل رہی ہے؟ یہ اللہ کا ایک نظام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسلامی حساب کو قمری حساب کے ساتھ اسی لیے جوڑا ہے تا کہ لوگوں کو آسانی ہو جائے۔ دیہات کے رہنے والے بھی اس کو آسانی سے معلوم کر سکتے ہیں۔

ایامِ حج اور ایامِ قربانی

ذوالحجہ کے اِن دس دنوں کی اسلام میں بڑی اہمیت ہے۔ ان ہی دنوں میں حج کے ایام بھی آتے ہیں: ۸ رذی الحجہ سے ۱۲ رذی الحجہ تک، اور قربانی کے دن بھی اسی میں آتے ہیں: ۱۰ ر ۱۱ ر اور ۱۲ رذی الحجہ۔ دیکھو! نماز اللہ نے پانچ وقت کی فرض کی ہے: فجر، ظہر، عصر، مغرب اور عشاء؛ لیکن ان فرائض کے علاوہ کوئی آدمی نفل جب چاہے، پڑھ سکتا ہے: دن میں، رات میں؛ البتہ دو، تین وقت ایسے ہیں، جو تھوڑی دیر کے لیے مکروہ قرار دیے گئے ہیں، ان میں نفل نہیں پڑھ سکتے، بقیہ چوبیس گھنٹوں میں آپ جب چاہیں نفل پڑھ لیں۔ فرض روزے اللہ تعالیٰ نے رمضان میں رکھے لیکن رمضان کے علاوہ سال بھر میں (ایام منہیہ کو چھوڑ کر) کوئی روزے رکھنا چاہے تو رکھ سکتا ہے۔

حج اور قربانی اوقات متعینہ میں ہی عبادت ہیں

حج کے لیے اللہ تعالیٰ نے جو پانچ دن متعین کیے ہیں، جس پر حج فرض ہے؛ وہ بھی

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ان ہی دنوں میں کرے گا اور جس کو نفل حج کرنا ہے، وہ بھی ان ہی پانچ دنوں میں کرے گا، حج اِن پانچ دنوں کے علاوہ نہیں ہوسکتا۔

اسی طرح قربانی کے لیے تین دن متعین کیے گئے تو قربانی ایک ایسی عبادت ہے کہ سال بھر میں اِن تین ہی دنوں میں ادا کی جاسکتی ہے۔جن پر واجب ہے، وہ بھی اور جو نفل قربانی کرنا چاہتے ہیں، وہ بھی ان تین دنوں میں ہی قربانی کر سکتے ہیں، ایسا نہیں کہ نفل قربانی آپ سال بھر میں جب چاہو، تب کرو اور نفل حج آپ سال بھر میں جب چاہو تب کرو۔

وقوفِ عرفات کا وقت مقرر ہے، ۹/ویں ذی الحجہ کو زوال کے بعد سے وقوف کرنا ہے، اس کے علاوہ سال کے ۳۵۹/دنوں میں عرفات کا میدان خالی پڑا ہوا ہے، آپ وہاں خیمے ڈال کر پڑے رہیں، تب بھی وقوف کے نام سے ایک نیکی بھی نہیں ملے گی۔

اسی طرح جمرات: شیاطین کو ۱۰/۱۱، اور ۱۲/ذی الحجہ، میں کنکریاں ماری جاتی ہیں، ان تین دنوں کے علاوہ بھی وہ کھمبے وہیں موجود ہوتے ہیں، کوئی ڈھیر ساری کنکریاں لے کر مارے، تب بھی ایک نیکی ملنے والی نہیں ہے۔

ذوالحجہ کا پہلا عشرہ جامع العبادات ہے

بہر حال! حج کی عبادت کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے وقت مقرر ہے، فرض حج کا بھی اور نفل حج کا بھی اور قربانی کا بھی وقت مقرر ہے، فرض کا بھی، نفل کا بھی۔ تو یہ دو عبادتیں ایسی ہیں کہ ان کے مقررہ اوقات کے علاوہ نہیں ہوسکتی ہیں لیکن ذوالحجہ کا عشرہ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ایسا ہے کہ اس میں ہم نماز بھی پڑھتے ہیں، روزے بھی رکھ سکتے ہیں، اور قربانی کے دن آئیں گے، تو قربانی بھی کر سکتے ہیں، اور حج کے دنوں میں حج بھی کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں، گویا تمام عبادتیں ان دنوں میں کی جا سکتی ہیں۔

رمضان کا مہینہ اپنی جگہ پر کتنا ہی برکت وعظمت والا ہو؛ لیکن اس میں کوئی حج اور قربانی کرنا چاہے، تو نہیں کر سکتا، گویا یہ دن ایسے ہیں کہ ساری عبادتیں ان میں ادا ہوتی ہیں۔ اسی لیے علماء نے لکھا ہے کہ اِن دنوں کو سال کے تمام دنوں پر فضیلت حاصل ہے۔

ہر عمل اللہ کو محبوب

بخاری شریف میں نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے، حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نقل فرماتے ہیں کہ سال کے کسی بھی دن میں اللہ کو نیک عمل اتنا پسند نہیں، جتنا اِن دس دنوں میں پسند ہے۔ آپ کوئی بھی نیک عمل کرو، عمل کی بھی تعیین نہیں، روزہ رکھو، نماز پڑھو، صدقہ وخیرات کرو، قرآن کی تلاوت کرو، تسبیح پڑھو، حتیٰ کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا: یا رسول اللہ! اللہ کے راستے میں جہاد کرنا؟ ۔ چوں کہ اللہ کے راستے میں جہاد کرنا بڑا اونچا عمل ہے۔ کیا اِن دنوں میں کوئی آدمی قرآن کی تلاوت کرے گا، تو اس کی تلاوت دیگر ایام میں اللہ کے راستے میں کیے گئے جہاد سے بھی بڑھ کر ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: آپ اِن دنوں میں قرآن پڑھیں گے، تسبیح پڑھیں گے، تو اس کا ثواب، اور دنوں کے جہاد سے بھی بڑھ کر ملے گا، البتہ کوئی آدمی اپنی جان اور مال لے کر یعنی گھوڑا وغیرہ لے کر جہاد میں نکلا، اور خود بھی شہید ہو گیا، اور اپنے مال کو بھی قربان کر دیا، کچھ واپس لے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

کر نہیں آیا، اس آدمی کا عمل اتنا اونچا ہے کہ اِن دنوں کا کوئی عمل اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ بہر حال! اس سے معلوم ہوا کہ اِن دنوں میں ہر عمل اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے۔

ہر شب شبِ قدر، ہر روز روزِ عید

ترمذی اور ابن ماجہ شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے، نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ کسی بھی دن میں اللہ کو اپنی عبادت اتنی پیاری نہیں ہے، جتنی ان دنوں میں یعنی دیگر ایام کے مقابلے میں ان دنوں میں کوئی بندہ اللہ کی عبادت کرے، تو وہ اللہ تعالیٰ کو بہت پسند آتی ہے۔ پھر فرماتے ہیں کہ ان دنوں میں سے ہر دن کے روزے کا ثواب سال بھر کے روزوں کے برابر ہے۔ ان میں سے ۹/دنوں میں روزہ رکھا جا سکتا ہے، دسواں دن عید کا ہے، اس میں روزہ نہیں رکھ سکتے۔ اور ان راتوں میں سے ہر رات کی عبادت کا ثواب شبِ قدر کی عبادت کے برابر ہے ①۔

دیکھو! رمضان میں تو ایک شبِ قدر آتی ہے اور یہاں دس راتوں میں عبادت کر سکتے ہیں اور رمضان میں شب قدر کو ڈھونڈنا پڑے گا، رمضان میں تو ہم اس کی جستجو میں رہتے ہیں، پتا نہیں، ملی یا نہیں ملی اور یہاں تو ملنا طے شدہ ہے۔ آپ رات بھر عبادت کریں، آپ کے نام شبِ قدر کے برابر عبادت کا ثواب لکھ دیا جائے گا۔ کتنی بڑی فضیلت ہے!!۔

---

① سنن الترمذی، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَبْوَابُ الصَّوْمِ، بَابُ مَا جَاءَ فِي العَمَلِ فِي أَيَّامِ العَشْرِ، ر:۷۵۸.

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ایک خاص تسبیح

مسند احمد میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ کو سال کے کسی دن میں بھی بندے کی عبادت اتنی عظمت والی اور پیاری نہیں ہے، جتنی ان دنوں میں ہے۔ اسی لیے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: فَأَكْثِرُوا فِيهِنَّ مِنَ التَّهْلِيلِ وَالتَّكْبِيرِ وَالتَّحْمِيدِ: ان دنوں میں تم لا إله إلا الله، الله أكبر اور الحمد لله کثرت سے پڑھو۔

اور تکبیر تشریق میں یہ کلمات آ جاتے ہیں: اللّٰهُ أَكْبَرُ، اللّٰهُ أَكْبَرُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ، اللّٰهُ أَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ. اس میں تہلیل، تکبیر اور تحمید آ گئی۔ تو ان دنوں کے لیے یہ خاص تسبیح حدیث میں آئی ہے۔

معدودات و معلومات کی تفسیر

بخاری شریف میں روایت ہے، حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ قرآن کریم میں ہے: ﴿لِّيَشْهَدُوا۟ مَنَٰفِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا۟ ٱسْمَ ٱللَّهِ فِىٓ أَيَّامٍ مَّعْلُومَٰتٍ﴾ [الحج۲۸] (لوگ حج کے زمانے میں اپنے فائدے کی چیزیں حاصل کرنے کے لیے مقررہ دنوں میں بیت اللہ میں حاضری دیں، اور اللہ کا ذکر کریں) تو یہاں مَعْلُومَٰتٍ سے ذوالحجہ کے دس دن مراد ہیں۔ اور ﴿وَٱذْكُرُوا۟ ٱللَّهَ فِىٓ أَيَّامٍ مَّعْدُودَٰتٍ﴾ [البقرة۲۰۳] (گنتی کے دنوں میں اللہ کو یاد کرو) بھی آیا ہے، چناں چہ اس کی شرح میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: اس سے ایام تشریق مراد ہیں یعنی ایام معدودات

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

سے ایام تشریق مراد ہیں اور ایام معلومات سے یہ دس دن مراد ہیں [۱]، ان دنوں میں اللہ کا ذکر کثرت سے کرنا چاہیے۔

......مسلمانوں کی شان ظاہر ہو

بخاری شریف میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ان دس دنوں میں گھر سے باہر نکلتے تھے تو زور سے تکبیر پڑھتے تھے، اور ان کی تکبیر سن کر لوگ بھی زور سے تکبیر پڑھتے تھے [۲] اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا تو معمول تھا کہ اٹھتے، بیٹھتے، چلتے، پھرتے، لیٹے ان دنوں میں کثرت سے تکبیر پڑھتے تھے [۳]۔

ہمارے یہاں وہ رواج نہیں ہے، حالاں کہ فقہ کی کتابوں میں بھی لکھا ہے کہ جب عیدالاضحیٰ کی نماز کے لیے جائے، تو زور سے تکبیر تشریق پڑھتا ہوا جائے اور عیدالفطر کی نماز کے لیے جائے تب بھی تکبیر پڑھے [۴] لیکن آہستہ پڑھے؛ تاکہ مسلمانوں کی شان ظاہر ہو، آج کوئی تکبیر پڑھنے کا اہتمام ہی نہیں کرتا، حالاں کہ ان چیزوں کا اہتمام کرنا چاہیے اور یہ وہ عبادتیں ہیں جو اللہ تبارک وتعالیٰ کو بہت پسند ہیں۔

تکبیر تشریق کا حکم اور اس کے ایام

ان دنوں میں ایک اور عبادت ہے جو باقاعدہ واجب کی گئی ہے کہ ۹/ویں ذی الحجہ

---

(۱)(۲) صحيح البخارى فى التعليقات، بَابُ فَضْلِ العَمَلِ فِي أَيَّامِ التَّشْرِيقِ، أَبْوَابُ العِيدَيْنِ.
(۳) صحيح البخارى فى التعليقات، بَابُ التَّكْبِيرِ أَيَّامَ مِنًى إلخ، أَبْوَابُ العِيدَيْنِ.
(۴) مراقي الفلاح شرح متن نور الإيضاح، ص۱۹۹، باب صلاة العيدين.

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

یعنی عرفہ کے دن کی فجر کی نماز سے لے کر ۱۳/ویں ذی الحجہ کی عصر کی نماز تک کل ۲۳/ فرض نمازوں میں سے ہر نماز کے بعد ایک مرتبہ تکبیر تشریق کہنا واجب ہے۔ مرد ہو یا عورت، مقیم ہو یا مسافر، ہر ایک کے لیے واجب ہے: اللّٰہُ أکْبَرُ اللّٰہُ أکْبَرُ، لَا إِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ أکْبَرُ، اللّٰہُ أکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ. ہم تو مسجد میں ہوتے ہیں، کوئی پڑھتا ہے تو سب کو یاد آ جاتا ہے۔ اس کو واجب قرار دیا گیا ہے (۱)۔ اس کا اہتمام ہونا چاہیے۔

قربانی اور زکوٰۃ کا نصاب الگ الگ

ذی الحجہ کے ان دنوں ہی میں ۱۰/۱۱، اور ۱۲/ویں تاریخ کو قربانی کی جاتی ہے، جو صاحب نصاب ہیں ان پر واجب ہے۔ بہت سے لوگ یوں سمجھتے ہیں کہ جس پر زکوٰۃ فرض ہے، اسی پر قربانی واجب ہے، حالاں کہ قربانی کا نصاب زکوٰۃ کے نصاب سے قدرے ہلکا ہے، بہت سے لوگوں پر زکوٰۃ فرض نہیں ہے؛ لیکن قربانی واجب ہے، صدقۃ الفطر واجب ہے۔ زکوٰۃ کے وجوب کے لیے نصاب یہ ہے کہ کوئی آدمی ۶۱۲/ گرام ۳۶۰/ ملی گرام چاندی یا اس کی قیمت کے بہ قدر سونے یا تجارت کے سامان کا مالک ہو۔

ثمن خلقی

زکوٰۃ فرض ہونے کے لیے، مالِ نامی یعنی بڑھنے والا مال ہونا چاہیے۔ اب بڑھنے والے مال میں ایک قسم کا مال تو بڑھتا ہوا نظر آتا ہے، جیسے مویشی، چوپائے،

(۱) مراقي الفلاح شرح نور الإيضاح، ص:۲۰۵، باب صلاة العيدين

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

گائے، بکریاں، اونٹ وغیرہ، جو قدیم زمانے میں ہوا کرتے تھے۔ اور دوسرا بڑھنے والا مال وہ ہے جس میں تجارت کی صلاحیت ہے۔ اس میں سے دو مال تو ایسے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے تجارت کے لیے پیدا ہی کیا ہے: سونا اور چاندی۔ ان کو ثمنِ خلقی کہتے ہیں۔

تو جس کے پاس سونا اور چاندی ہو، چاہے ان میں تجارت کی نیت کرے یا نہ کرے، ان کے ثمن خلقی ہونے کی وجہ سے ان میں زکوٰۃ فرض ہے۔

سونے چاندی کا کمال

قدرت کا نظام دیکھو! جب سے دنیا پیدا ہوئی تب سے آج تک لوگوں کی محبتیں ان میں برقرار ہیں اور اس کی قیمت کا آج تک ڈی ویلیوایشن (devaluation) نہیں ہوا، نوٹوں کا ہو جائے؛ لیکن ان کا نہیں ہوسکتا۔ بلکہ لوگ تو حفاظت کے لیے ان ۔سونے چاندی۔ کو ہی خرید کر محفوظ رکھتے ہیں، ان کو جمع کرنے والے کو کبھی گھاٹا نہیں ہوا ہوگا۔ ان دو دھاتوں کو اللہ تعالیٰ نے خرید و فروخت ہی کے لیے پیدا کیا ہے۔ اسی لیے فقہا کہتے ہیں کہ یہ ثمن خلقی ہیں۔ خلقی یعنی اس سے خرید فروخت کرے یا نہ کرے، وہ تجارت کے حکم میں ہی ہے۔ اُس میں تو زکوٰۃ فرض ہو جائے گی۔

ثمن عرفی

کرنسی اور نوٹ کو فقہا نے ثمن عُرفی کہا ہے یعنی حکومت نے اس کو خرید فروخت کرنے کے لیے چھاپا ہے، جب تک کرنسی جاری ہے تو وہ بھی اسی حکم میں ہے۔

اس کے علاوہ باقی جو بھی مال ہو، جب تک کہ اس میں تجارت کی نیت نہ ہو تب

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

تک اس میں زکوٰۃ فرض نہیں ہے، تجارت کی نیت سے ہی وہ بڑھنے والا مال بنے گا۔ میں دس لاکھ کرسیاں لاکر اپنے گھر میں رکھ لوں تو پڑے پڑے اس میں سے دوسری کرسیاں پیدا ہونے والی نہیں ہیں لیکن میں یہ کرسیاں تجارت کے لیے لایا ہوں، تو اس میں نفع ملے گا۔ تجارت کی نیت ایک ایسی نیت ہے کہ جو اِن چیزوں کی بڑھوتری کا ذریعہ بنتی ہے، مٹی میں بھی اگر تجارت کی نیت کی ہو، تو اس میں بھی اس کو کچھ نہ کچھ ملے گا۔ گویا دوسرے تمام اموال، نامی اسی وقت بنتے ہیں، جب کہ ان میں تجارت کی نیت ہو۔

مویشی کو چھوڑ کر ان چار اموال میں زکوٰۃ فرض ہوتی ہے: (۱) سونا (۲) چاندی، یہ تو قدرتی طور پر تجارت کے لیے ہیں ہی (۳) کرنسی، جو عرفی اعتبار سے ہے (۴) ان کے علاوہ جتنے بھی اموال ہیں، ان میں اگر تجارت کی نیت ہے تو زکوۃ فرض ہوگی۔

ضرورت سے زائد گھریلو سامان کا حکم

اب کسی کے پاس مال ہے؛ لیکن تجارت کی نیت نہیں کی ہے، جیسے: آپ کے پاس گھر میں دو لاکھ کے برتن ہیں، پتیلے، ہانڈے وغیرہ، جو آپ کے کام نہیں آتے؛ لیکن آپ نے اس میں تجارت کی نیت نہیں کی ہے، تو ان دو لاکھ کے ہانڈوں میں زکوۃ فرض نہیں ہے لیکن یہ آپ کی ضرورت سے زیادہ ہیں، اس لیے ان میں قربانی اور صدقۃ الفطر واجب ہے، دو لاکھ کے کیا؟ ۶۱۲ گرام، ۳۶۰ ملی گرام چاندی کے برابر بھی ہوں، تو اس میں قربانی واجب ہو جائے گی۔ آج کل لوگوں کے گھروں میں شوکیس

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

(Show case) کے نام سے ایک چھوٹی سی الماری ہوتی ہے، اس میں بہت سی فضولیات جمع کر دی جاتی ہیں، اس کی قیمت بہت زیادہ ہوتی ہے! ہے کسی کام کی نہیں! لیکن بالفرض اگر ان کی قیمت شمار کی جائے تو پچاس ہزار ہے اور یہ سب ضرورت سے زیادہ ہیں، تو اس میں زکوٰۃ تو فرض نہیں؛ کیوں کہ تجارت کی نیت نہیں ہے، وہ تو شو (Show) کے لیے لائے ہیں، لیکن قربانی اور صدقۃ الفطر اس پر واجب ہوگا۔

زائد فلیٹ پر قربانی واجب

آپ جس مکان میں رہتے ہیں، اور دوسرا فلیٹ آپ کے پاس زائد ہے، جس میں رہائش کی ضرورت نہیں ہے، کبھی کوئی مہمان آیا تو استعمال ہوا، ورنہ کچھ نہیں! خالی پڑا ہے تو اس میں بھی قربانی واجب ہو جائے گی؛ حالاں کہ وہ فلیٹ آپ نے آئندہ ضرورت کے لیے رکھا ہے، ابھی اس کی ضرورت نہیں ہے، تو اس پر زکوٰۃ تو فرض نہیں ہے؛ لیکن قربانی واجب ہے۔

توبہ قلمِ خود مفتی بن گیا......

بہت سے لوگ غلط فہمی کے شکار ہیں، وہ یوں سمجھتے ہیں کہ ہم پر زکوٰۃ تو فرض نہیں ہے، اس لیے قربانی بھی نہیں ہے۔ نہیں! بہت سے ایسے لوگ ہیں جن پر قربانی واجب ہے؛ چاہے زکوۃ فرض نہ ہو، ان پر صدقۃ الفطر بھی واجب ہے۔ چناں چہ بہت سے لوگ صدقۃ الفطر ادا کرتے ہیں، ان کو پوچھیں کہ صدقۃ الفطر ادا کیا؟ تو کہیں گے: ہاں! ہاں! ادا کر دیا۔ پھر پوچھیں: قربانی؟ تو کہیں گے: وہ واجب نہیں ہے۔ ارے بھائی! توبہ قلمِ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

خود مفتی بن گیا؟ صدقۃ الفطر واجب ہے اور قربانی واجب نہیں ہے!، کون سی کتاب میں تجھے یہ مسئلہ ملا؟ لوگ بھی اپنے طور پر فیصلہ کر لیتے ہیں۔

جیسے بہت سے لوگ کرسی پر نماز پڑھتے ہیں، وہ اپنے طور پر طے کر لیتے ہیں، ارے بھائی! آپ کو ایسا کوئی عذر پیش آئے، تو پہلے مفتیوں سے ملو اور خوب تحقیق کرلو، وہ اجازت دیں تو کرسی پر نماز پڑھو، ایسا نہیں کہ کرسی پڑی ہوئی ہے تو آ کر بیٹھ گئے اور نماز شروع کر دی۔

حاصل یہ ہے کہ قربانی بہت سے لوگوں پر واجب ہوتی ہے؛ اگر چہ ان پر زکوٰۃ فرض نہ ہو، اس لیے اس ماہ میں قربانی کی بڑی تاکید آئی ہے۔

یہ تو گھر کی چیز ہے

قربانی کے سلسلے میں صحابہ رضی اللہ عنہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا هَذِهِ الْأَضَاحِيُّ؟ اللہ کے رسول! یہ قربانیاں کیا ہیں؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا: سُنَّةُ أَبِيكُمْ إِبْرَاهِيمَ۔ چوں کہ سب عرب حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کی اولاد ہیں۔ یہ تو تمہارے ابا ابراہیمؑ کی سنت ہے، گویا ان کو اور زیادہ مانوس کرنے کے لیے کہا کہ یہ تو گھر کی چیز ہے۔ پھر صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا: فَمَا لَنَا مِنْهَا؟ ہم کو کیا ملے گا؟ فرمایا: بِكُلِّ شَعْرَةٍ حَسَنَةٌ[1]: قربانی کے جانور کے ہر بال کے بدلے میں ایک نیکی۔ کتنے بال ہوتے ہیں!!۔

---

(۱) سنن ابن ماجه، عن زيد بن أرقم رضي الله عنه، كتاب الأضاحي، باب ثواب الأضحية، ر:۳۱۲۷.

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

قربانی کے فضائل

حدیث شریف میں وارد ہے کہ آدمی جب قربانی کا جانور ذبح کرتا ہے تو اس کا خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ کے یہاں مقبول ہو جاتی ہے، حدیث میں یہ بھی ہے کہ قربانی کے اِن تین دنوں میں قربانی کے جانور کا خون بہانے سے بڑھ کر کوئی عبادت اللہ کو پسند نہیں ہے ①۔

...... ہماری عیدگاہ میں نہ آئے

بہر حال! قربانی واجب ہے، اس کا اہتمام کرنا چاہیے۔ اسی لیے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حدیث شریف میں فرمایا: مَنْ وَجَدَ سَعَةً فَلَمْ يُضَحِّ، فَلَا يَقْرَبَنَّ مُصَلَّانَا: جس نے قربانی کرنے کی طاقت (واجب) ہونے کے باوجود قربانی نہیں کی، وہ ہماری عیدگاہ میں نہ آئے ②۔ گویا اس کو عید کی خوشی منانے کا حق نہیں ہے، تم پر قربانی واجب ہے، پھر بھی نہیں کرتے! قربانی کرنی پڑے گی۔ لہٰذا قربانی کی بڑی اہمیت ہے اس کا اہتمام ہونا چاہیے۔

قربانی کرنے کی نیت رکھنے والے کے لیے ایک مستحب عمل

جن پر قربانی واجب ہے اور جن پر واجب نہیں ہے، لیکن نفل قربانی کرنے والے

---

① سنن ابن ماجه، عن زيد بن أرقم رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، كتاب الأضاحي، باب ثواب الأضحية، ر:٣١٢٦.

② سنن ابن ماجه، عن أبي هريرة رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، كتاب الأضاحي، باب الأضاحي واجبة هي أم لا، ر:٣١٢٣.

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ہیں، ان کے لیے حکم یہ ہے کہ چاند ہوتے ہی جب تک قربانی نہ کریں، تب تک ناخن اور بال نہ کٹوائیں۔ امام احمدؒ کے نزدیک تو یہ حکم واجب ہے، حنفیہ کے ہاں سنت ہے؛ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا حکم دیا۔

مستحب عمل کی حکمت

علماء لکھتے ہیں کہ اس میں کیا حکمت ہے؟ دراصل ان ہی دنوں ایک عبادت مکہ مکرمہ میں ادا کی جاتی ہے، حج کی عبادت، حج کی جگہوں میں۔ تو آدمی جب احرام باندھتا ہے تو احرام باندھنے والے کو منع کر دیا گیا کہ تم نہ ناخن کٹوا سکتے ہو، نہ بال کٹوا سکتے ہو، اور بھی بہت ساری پابندیاں ہیں، ان میں سے یہ دو پابندیاں ہیں۔ گویا اللہ تبارک وتعالیٰ اس حکم کے ذریعے قربانی کرنے والوں کو حاجیوں کے مشابہ بناتے ہیں۔ اور جو رحمتیں حاجیوں پر اللہ تعالیٰ وہاں نازل فرماتے ہیں، اس میں سے کچھ حصہ یہاں بیٹھے بیٹھے اللہ میاں ہم کو بھی دینا چاہتے ہیں؛ اس لیے یہ حکم ملا ہے، اس لیے اس کا بھی اہتمام ہونا چاہیے۔

بہر حال! ان احکام کا اہتمام کیا جائے، ان کی ادائیگی کی طرف خود توجہ دیں، گھر کی عورتوں اور بچوں کو بھی یہ باتیں بتائی جائیں؛ تاکہ بچپن سے ان کی تربیت ہو، روزوں کا بھی اہتمام ہو اور دیگر عبادات کا بھی۔

اس سے بڑا محروم کون؟

یہ دن بڑی برکتوں والے ہیں، کم سے کم اپنے آپ کو ان دنوں میں گناہوں سے

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

بچانے کا اہتمام ہو۔ایسے برکت والے دنوں میں اگر کوئی آدمی گناہ کر لے تو اس سے بڑا محروم اور کون ہوسکتا ہے؟ ان دنوں میں گناہ کرنے کی نحوست یہ ہوتی ہے کہ انسان سال بھر گناہوں سے بچ نہیں پاتا ہے اور اگر ان دنوں میں اپنے آپ کو گناہوں سے بچا لے گا تو اللہ تعالیٰ دیگر ایام میں بھی گناہوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائیں گے؛ لہٰذا ان مبارک دنوں کی قدر کرنی چاہیے۔

نیکیوں کے دو سیزن

علماء نے لکھا ہے کہ نیکیوں کے دو سیزن ہیں: ایک رمضان کا مہینہ، جس میں اللہ تعالیٰ بہ کثرت نیکیاں عطا فرماتے ہیں: ایک فرض کا ثواب ستر (۷۰) فرض کے برابر اور نفل کا ثواب فرض کے برابر، گویا اس میں لوہا سونے کے بھاؤ بکتا ہے۔

اور دوسرا موسم عشرۂ ذی الحجہ ہے، اس میں بھی اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے بڑا ثواب دیا جاتا ہے۔اس لیے ان سیزنوں کو ہم وصول کر لیں اور جتنا زیادہ وصول کریں گے، اتنا ہمارے لیے فائدہ ہی فائدہ ہے۔اللہ تعالیٰ مجھے بھی توفیق عطا فرمائے اور آپ کو بھی عطا فرمائے۔

پیغام

کوشش کرو، اللہ سے دعاؤں کا اہتمام کرو۔اور اپنے گھر میں بھی ایسا ماحول بناؤ، روزانہ اسی ارادے سے عمل کرو کہ حضور ﷺ نے یہ بات فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ان دنوں کا عمل بہت محبوب ہے، اس لیے میں یہ عمل کرتا ہوں، اسی لیے قرآن پڑھتا ہوں،

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

اسی لیے تسبیح پڑھتا ہوں۔اس کی وجہ سے ہمیں اس کا مزید فائدہ حاصل ہوگا۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/